سلسلۂ تصوف نمبر ۲۰

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ

جذب الاصفیا

الیٰ

فضائل المصطفیٰ

یعنی

جناب نبی عربی فداہ روحی امی وابی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر فضائل پر

ایک صوفیانہ قرآن و حدیث سے تلخیص

جسکو

حافظ محمد امین صاحب اندرابی مختار عدالت

نے تالیف کیا اور

ملک فضل الدین گجے زئی تاجر کتب قومی لاہور نے اپنے

سلسلہ کتب تصوف میں شائع کیا

خادم التعلیم سٹیم پرنٹنگ ورکس لاہور میں چھپا

قیمت چار آنے ۴ر

۳۹۵۹۷

تصوف کی سر پاگر قمیت کتابوں کا سلسلہ

عین الفقر

یہ کتاب لطیف پُر از اسرار الٰہی عاشقوں کی جان صادقوں کا ایمان حضرت سلطان باھو قادری قدس سرہ العزیز کی اعلےٰ تصنیفات سے ہے اس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ مسائل تصوف کو بیان فرمایا ہے۔ لہذا آگاہی ناظرین کیلئے چند مضامین درج ذیل کرتے ہیں جو اس کتاب نایاب میں ہیں حمد۔ نعت۔ سبب تالیف۔ نام کتاب۔ شرح کامل و مرشد ناقص۔ سالک مجذوب و مجذوب سالک۔ علم دین و علم دنیا۔ ذکر سری کا بیان اور اسکی فضیلت۔ تعلیم اسم علم ظاہر سے علم باطن کا حصول۔ فقر کے مقامات۔ فقر آزادی سے نہیں بلکہ علم و عمل اور شریعت و طریقت کو جمع کرنے سے ہوتا ہے۔ شرح برزخ اسم اللہ و توحید فنافی اللہ۔ ذکر اللہ کے فتوحات کا۔ تشریح اسم اللہ۔ ہر قائم دار کے سانس سے اسم ھُو نکلتا ہے۔ کسر نفسی و اسکے مراتب۔ حصول کمال کیلئے ریاضت و مشقت۔ مرشد کامل کی شان اور اسکی ضرورت۔ عشق حقیقی و عشق مجازی۔ عبادت میں توجہ ذکر کرنا جب نفس فنا ہو جاتا ہے تو نفسانیت کا شائبہ مطلق نہیں رہتا۔ مرشد کامل کی گردانی ذکر اللہ کی شان۔ توحید مطلق۔ خلاف شرع گمراہی ہے۔ تجلیات۔ تحقیق مقامات نفس ما سوا اللہ وغیرہ۔ تجلی کے اقسام اور اسکے مقامات۔ ذکر مشاہدہ عشق الٰہی کے لوازمات۔ مرشد و طالب کی خصوصیات۔ انسان کے وجود میں اسکے مقامات۔ صاحب باطن و صاحب بطن۔ صاحب زر و صاحب نظر تلقین کا بیان اور اسکی مثال عارف دنیا و عارف عقبےٰ و عارف مولےٰ۔ لطیفہ۔ استغراق معارف پر کشف و کرامات کا بند ہونا۔ مرشد کا مرید کیلئے آئینہ ہونا۔ مراتب علم و معرفت۔ لطیفہ۔ نفس سے مخالفت اور اسکے زیر کرنیکا بیان معہ تمثیل۔ فقر کی شان فی اکرہ ہوتی ہے نفس و شیطان اور دنیا کی مثال نفسانیت اور اس کا نتیجہ۔ ابلیس نفس اور دنیا کی اتفاق کی مثال۔ فقر فنا و فقر بقا و فقر منتہے۔ شریعت طریقت حقیقت کی مثال۔ زندہ دل اور مردہ دل۔ ذکر علما و فقرا علم رحمانی اور علم شیطانی۔ زہد سے علم۔ الفقر لا یحتاج کے معنی۔ خانہ نفس۔ قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف و غنی کو چھوڑ کر مفلس کی طرف رجوع کرنا خلاف عقل ہے۔ فقر میں کون کون مقام پیش آتے ہیں۔ ذکر مراقبہ و مشاہدہ خواب اور جواب برزخ و تعبیر غرق بوحدت۔ ذکر روحی اور ذکر سری۔ مراقبہ کی سات منزلیں۔ مراقبہ کی مثال۔ مراتب مراقبہ۔ طلب کے اقسام عشق و محبت۔ لطیفہ صحابہ کرام کی مثال۔ خاتمہ کتاب وغیرہ۔ جو صاحب علم تصوف کے شائق ہوں اُن کا فرض ہے کہ اس دُر بے بہا کو خرید فرماویں۔ یہ کتاب نہایت عمدہ خوشخط اردو میں ترجمہ ہو کر چھپ گئی ہے منگوائیں اور اسکے مطالعہ سے حظ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ ... ... عہ

مجالسۃ النبی

یہ رسالہ بھی حضرت سُلطان باھُو قدس سرہ العزیز کی تصنیف لطیف سے ہی جس کا نہایت سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ اسمیں بھی حضرت نے عمدگی سے بعض مسائل تصوف کو بیان فرما کر طالبان خدا اور عاشقان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ اس کتاب میں جو جو مضامین ہیں اُن کو آگاہی ناظرین کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین بعد ملاحظہ مضامین مندرجہ کے اس کتاب کو خرید فرماویں۔ حمد۔ نعت۔ کتاب لکھنے کی وجہ اور اسکی منفعت اس رسالہ کو پڑھنے والے کو اسے نفع پہنچنا۔ تزکیہ نفس مقام قلب و روح وغیرہ کا بیان (معرفت الٰہی کا علم سے حاصل ہونا اور علم ظاہر و باطن کی مثال) مراقبہ کا تفصیلی بیان مقام فنافی الشیخ و مقام فنافی الرسول کی شناخت۔ انسان کے وجود میں مقامات نفس وغیرہ۔ فقیری بدون علم کے مذموم ہے۔ تصور اسم اللہ کی تاثیر، قلب سے خود بخود ذکر کا جاری ہونا (ذکر قلبی کی شناخت) انسان کے وجود میں اربعہ عناصر کی مثال۔ نفس کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ انسان کے وجود میں مقامات نفس اور اس کے اقسام۔ روح پاک و روح ناپاک۔ شرح پیر و مرشد وغیرہ۔ قیمت چار آنے ۴ر

گنج الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سُلطان باھو قدس سرہ العزیز کی تصنیف سے ہی اور طالبان الٰہی کی خاطر اس کا ترجمہ بھی فارسی سے اردو میں کیا گیا ہے اسمیں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔ حمد۔ نعت رسالہ کے لکھنے کا سبب رسالہ کے مقاصد۔ طریقہ قادریہ کی فضیلت۔ طریقہ قادریہ کے اقسام۔ یاد الٰہی سے غافل رہنے کا نام دنیا اور اسکی بحث۔ طریقہ قادریہ میں معرفت الٰہی کے خزائن (سخاوت کی منفعت اور اسمیں سے دنیا کی بے تعلقی کا ظہور جو فقر کا ایک رکن اعظم ہے) مرشد کے اقسام۔ مرشد بننا کوئی آسان کام نہیں صاحب طریقہ قادریہ کے ابتدائی مراتب۔ حُب دنیا سے طالب کے دل میں کدورت پیدا ہوتی ہے۔ حُب دنیا کے متعلق ایک حکایت۔ کل دنیا کے حق میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا قول۔ مرشد ناقص مریدوں کی حالت سے ناواقف رہتا ہے۔ فقیر کو جلال و جمال دونوں مقامات سے گذرنا چاہیے۔ فقیر کے وجود میں ذکر کے اقسام۔ سماع کا بیان۔ فقرا فنافی اللہ کو ہوا و ہوس سے کچھ سروکار نہیں۔ تارک دنیا کی نسبت جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد۔ طالب اللہ کو فقیر کامل کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ ذکر دوام و فکر تمام کی شرح اور اسکی فضیلت۔ خاتمہ کتاب۔ قیمت چار آنے ۴ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباجہ

نحمدك یا من شرح صدرنا للاسلام ۔ و زین قلوب العارفین بضیاء نور العرفان ۔ ثم اکمل قلوب المشتاقین بکمال المودۃ والایقان وانسہم بمودۃ سید الانس والجان ۔ الذی من ادنی فضائلہ علم ما سیکون وما کان ۔ والصلوۃ والسلام علیہ و آلہ و صحبہ الطاہرین عن الاثم والعدوان +

امابعد

سُبحان اللہ زمانہ کبھی حالتِ واحد پر قائم نہیں رہتا ۔ آج کچھ ہے تو کل کچھ ۔ کسی زمانے میں اصول شرعیہ تو کجا، شعائر تصوفیہ کا وہ رواج تھا کہ بے اُن کے کسی مجلس میں رونق نہ سمجھی جاتی ۔ مسائل شرعیہ میں جوان بوڑھوں تک مہارت کامل رکھتے تھے ۔ جب کبھی چار مسلمان مل بیٹھتے تو کسی نہ کسی ادق مسئلہ پر طبع آزمائی ہوتی ۔ صوفیائے کرام کے حلقے ہوتے تو اُس میں نازک صوفیانہ نکات پر خوش بیانیاں ہوتیں ۔ پس ایسی ترکیبیں مخاطبین کے لئے

رہبر کامل کا کام دیتیں۔ افسوس! اب وہ زمانہ ہے کہ مسائلِ شرعیہ میں سے موٹے موٹے ضروری مسائل سے عوام کو تو درکنار خواص کو بھی واقفیت نہیں رہی۔ صوفیانہ مجالس بھی اذکار زکیہ سے خالی نظر آنے لگیں۔ الا ماشاء اللہ۔ دوسری طرف بداعتقادی اور بالخصوص فاتح قوم کے فیشن نے اس زور سے رنگ پکڑا کہ توبہ ہی بھلی۔ جہاں نئی ایجاد و اختراع کا خیال ہمارے نوجوانوں کے حوصلے بڑھاتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مذہب میں بھی ایجاد ہونے لگی۔ ہر ایک نے چار اینٹوں کی مسجد الگ تیار کی اور دوکانداری شروع کر دی۔ کسی نے نماز پر اعتراض جڑنے شروع کئے تو کسی نے روزہ پر۔ ایسے شرعی اصولوں پر بھی ترمیم کی نظر پڑنے لگی کہ جن پر دارومدار عامہ مسلمین تھا۔ غرضکہ ہر کسی نے رائے زنی شروع کر دی۔ مذہب کیا ہے گویا آج کل لوگوں نے بازیچہ اطفال خیال کر لیا۔ ایسی بگڑی حالت میں نوجوانانِ قوم سے یہ کہاں توقع ہو سکتی ہے کہ اُن کو اپنے مذہبی مشاغل کے علاوہ حضرت نبویہ سے محبت و اُنس ہو (ہاں جن کو خدا نے نورِ عرفاں عطا کیا ہے اُن کا ذکر نہیں) اور بالخصوص آنحضرت کے درجہ کو کما حقہٗ وہ سمجھتے ہوں۔ افسوس ہے کہ محبت احمدیہ تو درکنار۔ لوگ اِن کی فضائل سے ہی غیر ماہر ہیں +

لہٰذا مَیں نے ارادہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مختصراً قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے اخذ کر کے اپنے بھائیوں پر ظاہر کروں تاکہ کمالِ ادب احمدیہ جو قرآن نے سکھایا اُن کے دل میں گھر کرے۔ وباللہ التوفیق +

رسالہ ہذا مَیں نے فضائل نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر لکھا ہے۔ اور حصّہ دوم حیات رسول اور حصّہ سوم حضرت کے علم غیب پر۔ میرا اِن ہر سہ رسالہ جات کے تالیف کرنے سے ہرگز یہ مقصود نہیں کہ مَیں اپنے آپ کو مصنفین یا مؤلفین کی فہرست میں داخل کروں یا اپنی لیاقت علمی کو

ظاہر کروں نہیں ہرگز نہیں بلکہ صرف یہ مقصود ہے کہ اپنے اعتقاد کو معرض تحریر میں لاکر احباب کو اس سے مطلع کروں اور نیز عوام کو صورت فائدہ بھی ہو ع

چہ خوش بود کہ برآید بہ یک کرشمہ دو کار

تقریباً دو سال گذرے ہونگے کہ مَیں نے اِن ہر سہ مضمون ہائے بالا پر **مجلس انوار قادریہ لاہور** کی ماہانہ مجالس وعظ میں چار پانچ دفعہ تقریر کی۔ سامعین کی تعداد کثیر میں علمائے کرام اور صوفیائے عظام بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور حمداً للہ کہ میرا یہ مضمون خاص نہایت قبولیت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور انسیت سے سُنا گیا تھا۔ بعد ازاں احباب کا ہر وقت تقاضا رہا کہ ان مضمونوں کو بذریعہ طبع عام کیا جائے۔ مَیں ایک عدیم الفرصت شخص تھا تعمیل سے قاصر رہا بالآخر مَیں نے اپنے برادر خورد عزیزی **حافظ سیّد غلام علی شاہ اندرابی قادری** کے سخت اصرار سے مضمون مذکورہ کو نظر ثانی کر کے تین رسالوں میں ترتیب دیا۔ پہلا رسالہ فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موسوم بہ **جذب الاصفیا الٰے فضائل المصطفٰے** ہے۔ دوسرا رسالہ موسوم بہ **انیس المشتاقین الٰے حیات سیّد المرسلین** صلعم ہے جس میں حیات نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل بحث کی گئی ہے کہ ہمارے نبی عربی حیات النبی تھے تیسرا رسالہ حضرت کے علم غیب پر لکھا گیا ہے اور اس میں قرآن وحدیث صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت کو علم غیب حاصل تھا۔ اُس کا نام **القول المقبول فی علم غیب الرّسول صلعم** ہے +

مذکورہ بالا تینوں رسالوں کو مَیں اپنے معزز دوست **منشی فضل الدین صاحب تاجر کتب قومی** کی نذر کرتا ہوں کہ وہ ان کو یکے بعد دیگرے اپنے سلسلہ اشاعت کتب تصوّف میں شائع کریں۔ منشی صاحب موصوف نے، شکر ہے کہ اس گئے گذرے زمانہ میں

صوفیاے کرام کی ایک مہتم بالشان خدمت اپنے ذمہ لی۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔ واقعی وہ اسم بامسمےٰ ہیں محبّت قومی خدا نے اُن کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ اور بالخصوص صوفیاے کرام کی پاک صحبت نے اُنہیں ایک اَور چاشنی عطا کردی۔ انہوں نے تصوّف کی کتابوں کی اشاعت کے سلسلہ کو قائم کیا ہے جس میں اُمید ہے کہ وہ انشاء اللہ عمدہ ذخیرہ کتب تصوّف کا اُردو میں بہم پہنچائینگے۔ واقعی بڑی ہمت کا کام صاحب موصوف نے کیا ہے۔ اللہ اُن کی مدد کرے اور اُن کا شوق اَور زیادہ ہو۔ آمین +

مجھے امید غالب ہے کہ یہ میری ادنےٰ خدمت کسی حد تک ضرور قبولیّت کی نگاہ سے دیکھی جائیگی۔ لیکن جن حضرات کو کہ خداوند کریم نے مذہبی معلومات میں حظ وافر دیا ہے اُن کی کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس ہے کہ وہ میری اس مختصر تقریر کو عیب جوئی کی نگاہ سے نہ دیکھیں۔ بلکہ محض خوش اعتقادی کو مدنظر فرما کر راقم کو مشورۂ اصلاح سے ممنون فرمائیں۔ ہاں! مَیں نے جو کچھ لکھا اپنے شوق میں لکھا اگر کہیں تغلّب محبّت کی وجہ سے علماے ظاہر کی نظر میں میری عبارت کسی جگہ قابل اعتراض ہو تو مجھے اس میں معذور تصوّر فرمائیں کیونکہ ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست

میبرد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

والسلام خیر ختام

لاہور۔ ۸ رجب المرجب ۱۳۲۳ھ ہجری مطابق ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء یوم جمعہ المبارک

الملتمس نیاز آئین

حافظ سیّد محمّد امین اندرابی (مختار عدالت) ابن سید عبد الغنی صاحب اندرابی قادری

خلف الصّدق حضرت قبلہ جناب سیّد عبد القادر اندرابی قادری طاب اللہ ثراہ

وجعل الجنۃ مثواہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا صاحب الجمال و یا سید البشر — من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

الحمد للہ الذی خلق الارض و السموٰت العلےٰ۔ و زین السماء الدنیا ببدر الدجیٰ۔ وجعل الظلمات والنور۔ و خلق الارض و الجبال و الطور و اُصلی و اسلم علیٰ من خلق نورہ و کان الآدم فی الماء و الطین۔ افضل من کافۃ النبیین۔ ھو خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین۔ امام المتقین اعنی احمدان المجتبیٰ۔ و محمدان المصطفیٰ و علیٰ آلہ الکرام۔ و صحبہ العظام +

جان برادر! حضرت کے اوصاف بیشک لا تعد و لا تحصےٰ ہیں۔ زبان کو کب یارائے بیان۔ خدا جس کا خود مدّاح ہو بھلا اس کی صفت لکھنے کے لئے انسان عاجز کو حوصلہ کہاں۔ تمام قرآن اس کی صفت ہے۔ اور وہ موصوف۔ وہ متصف بجمیع صفات باری کہلانے کے ہر طرح سے لائق۔ اس پاک رسول کو وھو بکل شیٔ علیم کے جملے سے یاد کیا جاوے تو بجا ہے۔ خدا نے خود ذکر محمد کو اپنا شغل بتایا۔ اور ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون کی پکار سے لوگوں کو پیارے نبی پر درود بھیجنے کے لئے اُبھارا۔

سُبحان اللہ کیا شان احمد ہے خدا نے ہی حق وصف محمد ادا کیا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

محمد سے صفت پوچھو خدا کی

خدا سے پوچھئے شانِ محمدؐ

مَیں قرآن واحادیث صحیحہ سے چند فضائل نبویہ کو اس رسالہ میں تبرّکاً نقل کرتا ہوں اس لئے نہیں کہ اپنے آپ کو عالم یا مؤلف کہلانیکا مستحق ٹھہراؤں۔ بلکہ صرف اس لئے کہ میرے نامۂ سیاہ میں ایک نیک کام درج ہو جاے جو میرے لئے وسیلہ نجات ہو۔ بالخصوص نوجوانان قوم کے لئے وجہ بصیرت ہو کہ قرآن، حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو کس طرح ماننے کو کہتا ہے +

اے طالب حق رسالہ ہذا کے مطالعہ کے بعد میرا التماس ہے کہ ایک گھڑی نظر سے فرا دلی خیال سے سوچ کر **نبی عربی فداہ امی وابی** کی کیسی عالی شان ہے۔ واقعی اُن کی محبت و ادب عین ایمان ہے۔ ھذا وما توفیقی الا باللہ +

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ + پ۱۱۔ سورہ توبہ +

ترجمہ اے مسلمانو تمہارے پاس ایسا پاک رسول آیا جو تم میں سے ہی ہے اور جس پر شاق گذرتا ہے جو تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ تمہارے فائدے اور بہبود وبہتری اور ایمان کا از حد حریص ہے اور مسلمانوں پر رؤف رحیم ہے یعنی از حد مہربان +

اس آیت میں پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت پروری کا خاکہ خداوند کریم نے جس خوش اسلوبی سے کھینچا وہ نہایت ہی قابل غور ہے۔ یعنی وہ رسول اس قدر خیال رکھنے والا ہے کہ تمہارے دکھ درد کی گھڑیاں کسی صورت میں بھی اُسے بیفکر رہنے نہیں دیتیں۔ وہ

بھی اُمت کی تکلیف سے بیچین ہو جاتا ہے۔قربان جاؤں ایسے نبیؐ کے نام پر۔میرے
پنجابی قصیدہ موسوم بہ **نظم مقبول لعلم غیب الرسول** میں سے جو تیسری حصے
میں تحریر ہوگا ایک شعر یہاں لکھنا موزوں ہوگا۔وہو ہذا ؎

طٰہٰ تے یٰسٓ۔قرآں کی کچھ صفت ثنا واں
عزیز رؤف رحیم کہاوے میں بلہارے جاواں

لطیفہ۔خداوند کریم نے کسی پیغمبر کو ایک ہی دفعہ دو نام سے یاد نہیں کیا۔لیکن اس جگہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو دو ناموں سے یاد فرمایا ہے ✣

قرآن مجید ہائے مطبوعہ میں جہاں دیکھا جائے عَزِیْزٌ پر وقف لکھا ہوا ہوگا۔اس سے
ایک اور لطف پیدا ہوگیا عزیز صفت رسول کی ہوئی اور الگ۔یعنی وہ رسول عزیز
ہے، رؤف ہے، رحیم ہے۔اور اب عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ کے الگ معنی یوں ہوئے
یعنی وہ رسول عزیز ہے۔اُس پر ہے اور اُس کے ذمہ ہے جو تمہاری لغزشیں اور گناہ
ہیں یعنی اعتذار اور بخشوانا قیامت کو اسی کا کام ہوگا۔مطابق ہذا ہے۔**نظم**

نماند بعصیاں کسے در گرو ... کہ دارد چنیں سیدے پیش رو
اگر دفترت از گنہ پاک نیست ... چو او عذر خواہست بود باک نیست

ہاں اس عذر خواہت کے لفظ سے مجھ ایک اور آیت یاد آگئی ✣

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا
مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ
پ۴۔رکوع ۷۔سورہ آل عمران ✣

ترجمہ۔بسبب اس رحمت کہ جو اللہ نے عطا کی نرم ہوا تو یا نبی صلعم واسطے اُن کے۔اگر ہوتا

تو زشت خو، سخت دل، البتہ وہ لوگ یعنی صحابہ منتشر ہو جاتے تیرے پاس سے (اے محمدؐ) پس چاہیئے کہ درگذر کرے تو اُن سے اور اُن کی معافی چاہ مجھ سے ۔ اور مشورہ کر اُن سے خاص کام میں +

واستغفر لھم یعنی اُن کے گُناہ بخشوا ۔ جب خداوند کریم ایک خاص بات کیلئے حکم فرمائے اور وعدہ بھی دے تو تعجب ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حسب وعدہ موعودہ قیامت کے دن بخشوانے کو کھڑے ہونگے تو نہ مانا جاوے اور سوال رد کیا جاوے ۔ ہرگز نہیں +

فضیلت نمبر ۱۲

آپ کے فضائل کا ایک شمہ حروف مقطعات ہیں ۔ یعنی وہ حروف جو بشکل اصلی قرآن میں استعمال کئے گئے ہیں ۔ جیسے ص والقرآن المجید ۔ کھیعص ۔ الم ذٰلك الكتاب ۔ مذکور ہے حدیث میں عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال فی کُلِّ کِتَابٍ سِرٌّ وَسِرُّ اللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ اَوَائِلُ السُّوَرِ +

ترجمہ ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے ہر کتاب میں بھید ہوا کرتا ہے اور اللہ کا بھید قرآن میں سورتوں کے پہلے حروف ہیں یعنی مقطعات +

دوسری حدیث میں ہے ۔ عن عمر وعثمان وابن مسعود رضی اللہ عنہم انّھم قالوا الحروف المقطعۃ من المکتوم الذی لا یُفسّر +

ترجمہ حضرت عمر و حضرت عثمان اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت ہے ۔ اُنہوں نے فرمایا ۔ حروف مقطعات ایسے پوشیدہ راز ہیں جو بیان نہیں کئے جا سکتے +

کتاب تشریح المزیل لمغلقات مدارک التنزیل میں مقطعات کے بارے میں ارقام ہے

انہ سرٌّ بین اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ورمز بینھما ولم یقصد بہ

افھام الغیر والا لم یفد الکلام لان المقصود من الکلام فہم المخاطب،

ترجمہ۔ حروف مقطعات ایک راز مخفی درمیان خدا و رسول کے ہے اور (کچھ خاص) اشارہ ہے دونوں میں اور اس سے غیر کو سمجھانے کا ارادہ نہیں کیا گیا (کہ غیر کو پتہ لگے کہ کیا اشارہ ہے) ورنہ ایسے حروف سے فائدہ کلام میں نہیں کیونکہ کلام سے غیر کو سمجھانا مقصود ہوا کرتا ہے کیا خوب ہے ؎

میانِ عاشق و معشوق رمزیست

کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

بعض علمائے کرام نے حروف مقطعات کے بیان میں لکھا ہے کہ اس میں ایک ایسا لطف ہے جس طرح بے معنی آواز کا کلام میں متنبہ کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ یا جس طرح کہ متکلم مخاطب کو متوجہ کرنے کے لئے سیٹی بجا کر متوجہ اپنی طرف کرتا ہے تاکہ وہ دیکھ لے اور پھر مطلب کہا جاوے۔ دوسرا یہ کہ کسی کو خبر نہ ہو کہ ہم میں اور ہمارے دوست میں کیا کلام ہوا ہے ؛

صاحب تفسیر کبیر نے سورۂ عنکبوت میں بہت سی قوی دلیلوں سے آنحضرت کی افضلیت کو ایسی خوش اسلوبی سے ثابت کیا جو اُن کا ہی حق ہے۔ اور اُن میں سے بعض کا نقل کر دینا خالی از لطف نہ ہوگا۔ وھو ھذا

بیان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے کیا بلکہ تمام انبیائے سلف سے افضل ہیں۔ بدلیل ہائے ذیل :-

پہلی دلیل ۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (یعنی افضل من کل العالمین) نہیں بھیجا ہم نے تم کو یا محمدؐ مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے۔ ذرا رحمت کے لفظ

اور لفظ تمام جہان پر غور کیا جائے۔ رحمت کا ایک ایسا وسیع لفظ ہے جو ہر ایک چیز کیلئے
بولا جا سکتا ہے۔ ماں، باپ کی رحمت استعمال ہوتا ہے۔ بارش بھی ایک رحمت ہے۔
خدا کا رحم حاکم کا رحم، بادشاہ کا رحم استاد کا رحم۔ پس اے درویش اس نکتہ باریک کو
سوچ اور خوب سمجھ لے، صرف بارش کی رحمت کو مدنظر رکھ کر اس کے عجائبات کو ملاحظہ کر کہ
کیا کیا عمدہ سبزیاں، پھل پھول، اس سے ظاہر ہوتے ہیں اور اس کا دنیا پر کیا اثر ہے۔
پس پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جس لفظ کے ساتھ ملقب کیا گیا، قربان جاؤں وہ اسی کے
موزوں ہے۔ واقعی اس کا وجود تمام عالم کے لئے اسی طرح رحمت ہے جس طرح کہ بارش دنیا
کے لئے۔ زیادہ کیا لکھوں ✣

دوسری دلیل آیت وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اے رسول اکرم) بلند کیا
ہم نے تمہارا ذکر یعنی تمہارا نام روشن و بلند کر دیا۔ حضرت کے بلند نام ہونے کی ایک
ادنٰے و مختصر دلیل کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے ملاحظہ ہو کہ کلمہ شریف
میں اپنے نام کے ہمراہ اپنے **پیارے نبی عربی** کا نام ملا دیا۔ یعنی کہ جب دنیا میں کلمہ توحید
یاد کیا جاوے تو رسول کو بھی ہمراہ یاد کیا جاوے۔ قربان جاؤں اے عشق! تو نے دو کو ایک
کیا اور ایک کو دو۔ اے جذب محبت! توحید میں شرک اور شرک میں توحید دکھلانا تیرا ایک ادنٰے کرشمہ ہے ✣
جانِ برادر! یہ نکتہ باریک ہے سمجھنے والا سمجھ لے۔ اور صاحب قلب سلیم پالے

تیسری دلیل (الف) خداوند کریم نے قرآن میں اپنی اطاعت کے ساتھ
رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو مقرون کیا اور کہا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ
اللّٰهَ ترجمہ جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے گویا خدا کی اطاعت کی ✣

نکتہ باریک طاعت کے معنی بندگی کے ہیں اور بندگی سوائے خدا کے کسی کو نہ چاہئے

ایک ہی لفظ خاص کو رسول کے لئے بھی اور خود اپنے لئے بھی استعمال کیا۔ اس سے جوش محبت کا اندازہ ہو جائیگا۔ فافہم وتدبر +

(ب) خدا نے اپنی بیعت کو رسول کی بیعت کے ساتھ ملایا۔ اور کہا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ ترجمہ۔ وہ لوگ جو تمہاری بیعت (اے میرے حبیب) کرتے ہیں گویا وہ میری بیعت کرتے ہیں +

(ج) خدا نے اپنی عزت اور اپنے حبیب کی عزت کو ایک خیال کیا۔ اور کہا کہ فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ۔ ترجمہ۔ پس اللہ اور اُس کے رسول کی عزت ہے +

(د) اللہ نے اپنی رضا کو رسول کی رضا کے ساتھ ملایا۔ اور حکم فرمایا کہ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ۔ کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎

خدا کی رضا ہے رضائے محمد +

(ھ) اپنی اجابت کو اپنے محبوب کی اجابت سے ملا دیا۔ اور کہا کہ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ۔ ترجمہ۔ مانو حکم اللہ اور اُس کے رسول کا +

چوتھی دلیل۔ تمام انبیائے کرام صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم کے معجزے فانی تھے اور گذر چکے۔ ہمارے **نبی اُمّی** فداہ روحی امی وابی کا معجزہ (جو قرآن ہے) ہمیشہ رہنے والا ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا۔ اور قیامت تک اُس کی نظیر لانے سے مخالف عاجز رہینگے جیسا کہ حضرت کے زمانہ میں عاجز رہے اور لایاتون بمثلہ کے مصداق بنے +

پانچویں دلیل۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو صرف ۹ نشانیاں دی گئی تھیں ہمارے حضرت کے لئے علاوہ معجزات ظاہرہ وباہرہ کے قرآن خود ہی ۲۰۰۰ دو ہزار معجزہ بجائے خود ہے۔ اور وہ اس طرح ہے کہ حضرت کو حکم ہوا کہ کہیں کہ لاؤ ایک سورہ اس قرآن جیسی

(فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ) اور سب سے کم سورۂ قرآن مجید سورہ کوثر ہے کہ جس میں تین آیتیں ہیں۔ پس ہر تین آیتوں کو ہم ایک سورہ مقرر کر کے ایک معجزہ خیال کرتے ہیں۔ لہذا قرآن میں ۶۰۰۰ چھ ہزار آیتیں ہیں۔ اس لحاظ سے ۲۰۰۰ سورہ ہیں اور دو ہزار معجزے۔ فتامل +

چھٹی دلیل۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۔

ترجمہ۔ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے سیدھی راہ پر چلایا۔ پس اُن کی ہدایت کی پیروی کر +

اس اقتدا سے مراد اگر یہ لیجاے کہ آنحضرت کو اصول دین میں اقتدا کا حکم ہوا تو یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ تقلید ہوگئی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود صاحب الشریعت تھے یا یوں کہا جاوے کہ مراد تقلید فی الفروع سے ہی تو یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ نبی اکرم کی شرع ناسخ تمام شریعتوں کی ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ تقلید فی محاسن الاخلاق یعنی انبیاے سلف کے اچھے اخلاق کی تقلید کا حکم ہوا۔ پس اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے تم کو مطلع کیا سلف کے حالات اور سیرتوں پر۔ پس انتخاب اور پسند کر ان میں سے اچھی اور عمدہ خصائل اور اُن سب کا مقتدی بن۔ اور یہ بات اس امر کی مقتضی ہے کہ آنحضرت میں وہ تمام خصائل پسندیدہ جو متفرق طور پر انبیاے سلف میں پائی جاتی تھیں سب کی سب بالاجتماع آپ میں موجود تھیں۔ پس ظاہر ہے کہ نبی عربی سب سے افضل تھے۔ کیونکہ مجموعہ فضائل انبیاے سلف تھے +

ساتویں دلیل۔ آنحضرت تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے۔ اور اس لئے ضروری ہوا۔ کہ آنحضرت کی مشقت براہ حق تمام انبیاے سلف کی تکالیف سے زیادہ ہو۔ مثلاً جب کہا يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ یعنی اے جہان کے کافرو تو گویا سب کے سب اُن کے دشمن ہوگئے اور

سبب خوف کا مقام پیدا ہو گیا۔ اور اس وجہ سے آنحضرت کی تکلیف سب سے عظیم ہو گئی۔ دیکھ
اے صاحبِ ذوق حضرت موسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تو وہ فرعون
اور اُس کی قوم سے خوف کھاتے تھے۔ جو بمقابلہ جہان کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ ع
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

آٹھویں دلیل جب حضرت خاتم الرسل ہوئے تو لازم ہوا کہ افضل بھی ہوں۔
کیونکہ فاضل کا منسوخ ہونا مفضول سے عقلاً قبیح ہے۔ کیونکہ جب کوئی اچھی چیز آتی ہے تو پُرانی
چیز غیر مروج ہو جاتی ہے اس لئے کہ وہ پُرانی سے اچھی ہوتی ہے +

نویں دلیل۔ خداوند کریم نے قرآن مجید میں جہاں کہیں کسی نبی کو پُکارا۔ تو
اُس کا نام لے کر مثلاً یَا اٰدَمُ اسْکُنْ۔ وَنَادَیْنَاہُ اَنْ یَّا اِبْرَاھِیْمُ۔ یَا مُوْسٰی
اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ۔ لیکن ہمارے سرور صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی پُکارا گیا۔ تو کہا گیا
یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ۔ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ وغیرہ وغیرہ +

دسویں دلیل۔ حضرت کا دین تمام دینوں سے افضل ہے پس ضروری ہے کہ
محمدؐ افضل ہوں۔ دلیل اس امر کی کہ **دین محمّدی** تمام دینوں سے افضل ہے اس طرح ہے
کہ اسلام ناسخ تمام دینوں کا ہے اور ناسخ ہمیشہ افضل منسوخ سے ہُوا کرتا ہے +

گیارھویں دلیل حضرت کی اُمت حسب مصداق کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ
تمام اُمتوں سے افضل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت افضل الانبیا ہیں +

بارھویں دلیل۔ ہر حاکم کا تکلّف و تکلیف و اہتمام بقدر اُس کی رعیّت کے
ہُوا کرتا ہے۔ یعنی ایسا حاکم کہ جس کا حکم صرف ایک گاؤں پر ہی محدود ہو۔ اس کی مشقتِ اہتمام
بقدر مناسب اُسی گاؤں کے ہوگی۔ اور جس حاکم کا ملک مشرق سے مغرب تک ہو۔ ایسے

حاکم کی احتیاج اموال و ذخائر کی طرف اُس حاکم قریہ سے زائد ہوگی۔ اسی طرح وہ رسول جو ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہو اُس کو خزانہ ہائے توحید سے جواہر معرفت علے قدر ضرورت ہی ملینگے۔ اور جو رسول ایک خاص قوم کے لئے، ایک خاص ٹکڑہ زمین کے لئے مخصوص ہوکر مبعوث ہو۔ اُس کو روحانی کنوز سے اس ٹکڑہ کے قدر مناسب ہی حصہ عطا ہوگا۔ پس وہ پیغمبر فداہ روحی جو مشرق و مغرب، انس و جن کی طرف مامور ہو اُس کو چاہیے کہ معرفت کی خزائن میں سے اُسی قدر ہو۔ جو مشرق و مغرب پر تقسیم کر سکے۔ پس یہاں تک سمجھ لیا گیا تو یہ معاملہ صاف ہوگیا کہ پیارے نبی کو کنوز حکمت و علم سے وہ کچھ عطا ہوا۔ جو پہلوں کو نصیب نہ ہوسکا۔ سچ ہے حضرت اپنے علم میں وہاں پہنچے جہاں تک کوئی بشر نہیں پہنچ سکتا۔ قال اللہ تعالےٰ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی +

تیرھویں دلیل خود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال سے اخذ کی جاتی ہے:۔

(الف) حدیث صحیح میں ہے۔ آدم و من دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ **ترجمہ** قیامت کے دن حضرت آدمؑ اور اس کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے +

(ب) فرمایا حضرت نے انا سید ولد آدم ولا فخر۔ **ترجمہ** میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور اُس بزرگی پر (جو خداوند کریم نے مجھ کو عطا کی) مجھے کوئی فخر نہیں ہے +

(ج) لا یدخل الجنۃ احد من النبیین حتیٰ ادخلھا انا۔ **ترجمہ**۔ کوئی بھی انبیاء کرام سے جنّت میں داخل نہ ہوگا حتےٰ کہ پہلے میں داخل ہولونگا +

ولا یدخلھا احدٌ من الامم حتّٰی تدخلھا امّتی۔ **ترجمہ**۔ کوئی اور اُمّت جنت میں داخل نہ ہوگی جب تک کہ میری اُمت داخل نہ ہولیگی +

دلیل نمبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی فرمودہ دلیل سبحان اللہ کس خوش اسلوبی سے حدیث ذیل میں مروی ہے :-

اُعطیتُ خمساً لم یعطھن احد قبلی ولا فخر۔ ترجمہ۔ مجھے پانچ چیزیں عطا ہوئیں جو کسی کو مجھ سے پہلے نہ ملیں لیکن میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا +

۱ بُعثت الی الاحمر والاسود وکان النبی قبلی یبعث الی قومہ ترجمہ۔ میں سرخ وسفید قوم یعنی سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا اور ہر نبی قبل میرے صرف خاص اپنی قوم کے لئے مامور ہوا کرتا تھا +

۲ وجعلت لِی الارض مسجداً وطھوراً۔ ترجمہ۔ اور تمام زمین میری لئے مسجد بنائی گئی اور پاک

۳ ونصرت بالرعب اما می مسیرۃ شھر۔ ترجمہ۔ اور میں بوجہ اپنے خاص رعب وجلال کے (جو میرے آگے آگے ایک ماہ کی مسافت پر اثر پہنچاتا ہے) فتحمند بنایا گیا ہوں +

۴ واحلّت لی الغنائم ولم تکن لاحد قبلی۔ ترجمہ۔ اور میرے لئے تمام مال غنیمتوں کا جو لڑائی سے حاصل ہو حلال کیا گیا۔ حالیکہ کسی کو قبل میری حلال نہ تھا +

۵ واُعطیت الشفاعۃ فادخرتہا لامتی ھی نائلۃ انشاء اللہ تعالیٰ لمن لا یشرک باللہ شیئاً۔ ترجمہ۔ اور مجھے شفاعت تمام کا خاص احسان عطا کیا گیا۔ پس میں نے اس نعمت عظمےٰ کو اپنی امت کے لئے ذخیرہ رکھ لیا اور وہ انشاء اللہ ہر اُس شخص کو جس نے خدا کو وحدہ لاشریک مان لیا ہو، ضرور ملیگی +

دلیل نمبر ۶

ایک اور حدیث صحیحہ میں مروی ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذ ابراھیم خلیلا

وموسیٰ نجیاً۔ واتخذنی حبیباً ثم قال وعزتی وجلالی لأوثرن حبیبی علیٰ خلیلی ونجی۔ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق خدا نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا۔ اور حضرت موسے کو نجی (باشورہ دوست) (لیکن) خدا نے مجھ کو اپنا حبیب (پیارا دوست) بنایا۔ (اور حبیب بنا کر پھر کہا کہ قسم ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی البتہ میں (ضرور یقیناً) پسند و منتخب کرونگا خلیل و نجی پر اپنے حبیب کو۔ فتدبر +

یہ چند فضائل جس کو علمائے متقدمین و متاخرین مستند مانتے ہیں۔ منقول کئے گئے +

بعد مطالعہ ہذا اے جان برادر! محبت بھری نگاہ سے ابتداے احمدیہ کو غور سے دیکھ تا تجھے معلوم ہو کہ حقیقت احمد و احد میں کیا فرق ہے۔ یہ مقام ایسا نہیں کہ اس میں مجھ جیسا نادان بے حجابانہ قدم بڑھائے ؎

نہ ہر جاے مرکب تواں تافتن
کہ جاہا سپر باید انداختن

ہاں وہ بزرگان جنہوں نے اس دریا میں غواصی کر کے دامن مراد کو پر کیا وہ اس راز کو راز ہی رکھنا چاہتے ہیں ؎

کسے را دریں بزم ساغر دہند
کہ داروے بیہوشیش در دہند

پس بات اب اتنی ہے کہ اگر اپنا ایمان قائم و بنا سے لینا چاہتے ہو تو حب الرسول کو دل میں جگہ دو۔ ورنہ خسر الدنیا والآخرہ ہے +

بعدازیں محظوظیتِ ناظرین کی خاطر چند اور آیات قرآنیہ کو لکھے دیتا ہوں جن میں حقیقت احمدیہ کس خوش اسلوبی سے ظاہر ہوتی ہے۔ صلوا علیہ و سلموا تسلیما۔

آیاتِ مزید

دلیل نمبر

(۱) وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ

ترجمہ لوگوں نے کہا اس رسول کو کیا ہوا یہ تو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلا پھرتا ہے۔

یہ ایک معمولی بات تھی جس سے حضرت واقعی موصوف تھے یعنی کھانا بھی تناول فرمایا کرتے اور چلا پھرا بھی کرتے۔ لیکن درحقیقت یہ قول متضمن تھا ہجو بالکنایہ کو۔ اس سے خطاب معہ عتاب نازل ہوا۔ سبحان اللہ کیا شان نبوی ہے۔

(۲) اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا

ترجمہ دیکھ اے پیارے تمہارے لئے کس کس طرح مثالیں جہالت سے دیتے ہیں پس ایسا بکنے سے وہ گمراہ ہو گئے اور (سیدھی) راہ پر نہ پہنچ سکینگے۔

سبحان اللہ اس قدر غضب ایزدی مشتعل ہوا کہ اپنے حبیب کی اشاروں سے ہجو کرانا بھی منظور نہ ہوا۔

دلیل نمبر

ایک نکتہ باریک آیت ذیل میں ہے جس کا تدبر فکر سلیم پر مبنی ہے:۔

(۳) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ترجمہ کافر کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں۔ اے محمد (گھبراؤ نہیں) کہدو کہ میرے دعوے کی تائید میں (ایک معتبر) گواہ خدا ہے۔

صاحبانِ فراست اب خوب سمجھ لیں کہ درمیان مدعی و گواہ مدعی کیا فرق ہوتا ہے اور کیا رشتہ مودت۔ اس کی وضاحت میں وہ دلچسپی نہیں جو اس کو معما رکھنے

میں ہے ؎

خموشی معنی آں دارد کہ درگفتن نمے آید قاتل

کیا کروں جذبۂ احمدیہ اور یہ میری صوفیانہ مذاق مجھے نہ معلوم کیا کیا کہلوانے کو ہیں۔ ہائے محتسب کا خوف دامنگیر ہے۔ اس لئے اکثر اوقات جذب خاموشی سے کام لیتا ہوں۔ درحقیقت اس مضمون کو صوفیاے کرام جس محبت کی نگاہ سے دیکھینگے وہ خارج از حد بیان ہے۔ اصحاب خشکیہ اس کوچہ سے نابلد ہیں، سو رہیں۔ ہم کو اپنے کام سے کام واقعی دنیا میں اگر کوئی گروہ برتر و اعلےٰ ہے تو یہی مرنجان ومرنج کے اصول والا گروہ ہے جس کے اوصاف میں قرآن نے کئی جگہ شہادت دی۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ انہی کی شان میں ہے ؞

ہاں ایک اور نکتۂ باریک آیت ذیل میں ہے جس کا مزہ صاحبانِ ذوق ہی کو حاصل ہوگا ؞

(۴) وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ ترجمہ۔ وہ لوگ عناد نہیں کرتے مگر (ہاں) صرف اس لئے کہ غنی و دولتمند کر دیا اُن کو اللہ اور اُس کے رسول نے اپنے فضل سے ؞

اس آیت میں دو جملے قابل غور ہیں۔ "غنی کر دیا اللہ اور اُس کے رسول نے" اور "اپنے فضل سے"۔ مُغنی صفاتِ ذاتِ الٰہیہ میں سے ہے اور اس صفت میں رسول کو ملایا گیا۔ اس پر ملاحظہ ہو۔ "اپنا فضل" ؞

برادرانِ صوفی مشرب سے التماس ہے کہ بار بار اس آیت کو دل میں دُہرائیں

دلیل نمبر ۹

اور محبت و عشق کے مزے لیں تشریح سے لطف جاتا رہیگا +

اور ملاحظہ ہو آیت فرقانیہ :-

(۵) وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ترجمہ نہیں قدر کی اُنہوں نے اللہ کی حق اس کے قدر کرنے کا جب کہ اُنہوں نے کہا کہ وحی نازل نہیں ہوتی۔ یعنی انکار نبوت سی خدا کی بیقدری ہے +

علامہ رازی نے ما قدروا اللہ کے معنی ما عرفوا اللہ حق معرفتہ کئے ہیں اب اور لطف ہو گیا کہ انکار نبوت عدم عرفان الٰہی ہے +

واقعی عام لوگوں نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں جیسا کہ اُن کا حق تھا کچھ سمجھا تو باخدا لوگوں نے، علمائے قدیم کی محبت احمدیہ کا نمونہ دیکھنا ہو تو مولٰنا جامیؒ کی نعتوں کو ملاحظہ کرو تا کہ آج کل کے خشکیہ حضرات سے مقابلہ ہو سکے۔ ان کی ایک غزل کے آخری چار مصرعہ نقل کرتا ہوں سبحان اللہ کیا عشق احمدی ہے ؎

جامی از انجا کہ ہوادارِ تست ۔۔۔ روے تو نادیدہ گرفتارِ تست

گر لبِ جاں بخش تو فرماں دہد ۔۔۔ بر قدمت سر نہد و جاں دہد

ایک اللہ والے کی پیاری صدا کہ جس کو تمام افراد صوفی مشرب بخوبی جانتے ہیں۔ اور جس نے رسول کا عرفان تو در کنار رسول نما ہونے کا لقب حاصل کیا تھا، مصرعہ ذیل میں کیا بہار دے رہی ہے اور حق محبت ادا کر رہی ہے ع

سجدہ مسکین بہر لحظہ بادا سوے تو

مجھے مولٰنا حالی کی مسدس میں سی دو شعر نہایت ہی پسند آئے خدا اُن کا ظاہر و باطن عشق محمدی میں اسی طرح کرے۔ جس طرح کہ جناب نے لکھا ہے۔ سبحان اللہ

کیا خوب فرمایا ہے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا　　مرادیں غریبوں کی برلانے والا

وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا　　مُصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا

الغرض کہ دنیا میں جو کچھ ہے وہ سب ظہور نور محمدیہ ہے اور وہی نور باعث عالم ہے + چند آیات اور دلچسپی کے لئے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں +

(۶) فرمایا خداوند تبارک نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗٓ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ترجمہ جن لوگوں نے مخالفت خدا اور اُس کے رسُول کی کی وہ ذلیل ہیں - ایک اور نئے دلیل فضائل کی آیہ :-

(۷) وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ یعنی حضرت کی بیبیاں تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں بوجہ احترام حضرت ہیں +

ایک اور نکتہ باریک تر آیت ہذا میں ہے :-

(۸) اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ ترجمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہے مسلمانوں سے بلکہ اُن کی جانوں سے +

برادرہم مشرب اس آیت میں آنحضرت کو تمام مسلمانوں کی جانوں سے ترجیح دیگئی ہے نہ صرف جسد مسلمانوں سے - یعنی حضرت کا مقابلہ برترین مسلمانوں کی روح سے کیا - اب روح جس لطیف اور اعلےٰ شے کا نام ہے وہ صوفیا پر مخفی نہیں اور جو بسیط بحثیں روح کے بیان پر ہیں - وہ اس مختصر رسالہ میں لکھنے کے قابل نہیں ہیں - اور جو راز قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی میں ہے - برادران ہم مشرب اس کا مزہ خود اُٹھالیں اس جگہ اس کے افشا کا محل نہیں - اس بحث کے بعد میرا مطلب یہ ہے کہ تمام عالم کے ارواح

سے جو لطیف و اعلےٰ فی الوجود ہیں، نبی کو ترجیح دیگئی نہ رُوح نبی کو یعنی حضرت کے جسد مع الروح کو بِاَجمعہ ترجیح دیگئی ایک لطیف شے پر جو روح ہے۔ اور صرف ایک روح پر نہیں بلکہ تمام ارواح عالم پر، فافہم +

(۹) لا اقسم بھذا البلد و انت حِلٌّ بھذا البلد ترجمہ قسم ہے مجھے اس شہر کی (یعنی مکہ کی اے پیارے محمد) حالاکہ تو اُترا ہوا ہے اس شہر میں +

خداوند کریم نے مکہ کی قسم کھائی اور اس قسم سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کی اسلئے قسم کھائی گئی کہ اس میں تمام مناسک شرعیہ ادا ہوتے ہیں۔ اور اس کی عزت بوجہ حرم ہے خانہ کعبہ اس کی شوکت ہے۔ مگر درحقیقت مذکورہ باتیں خدا کی قسم کھانے کا باعث نہیں۔ خدا کی نظروں میں مکہ کی قسم کھانا وجوہات مذکورہ کے لئے نہ تھا بلکہ اس کو پیارے حبیب کا قیام بخیال زینت المکان بالمکین سوہانا معلوم ہوا اور پیار سے قسم کھائی اور کھانے کے بعد خود ہی اس قسم کے راز کو بھی ظاہر فردیا اور کہا وانت حِلٌّ بھذا البلد یعنی ہم مکہ کی قسم صرف اس لئے کھاتے ہیں کہ تو اے میرے پیارے حبیب اس شہر میں مقیم ہے ؎

اے کعبہ را ز مِن قدمِ تو صد شرف ۔۔۔ وے مَروَہ را ز مقدمِ پاکِ تو صد صفا
بطحا ز نورِ طلعت تو یافتہ فروغ ۔۔۔ یثرب ز خاکِ پائے تو بار ونق و بہا

خداوند کریم نے اپنے پیارے کا عشق اس آیت میں جس خوش اسلوبی سے بیان کیا وہ خارج از حد بیان ہے +

یہ طریق قسم اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو تقریباً اُس سرگشتہ بادیہ جنون یعنی قیس مجنوں کی حالت سے کم نہیں جس نے اپنی پیاری لیلےٰ کے فراق میں رباعی ذیل کو الاپا۔ پیارے ناظر رباعی مذکورہ کو ذیل میں درج کرتا ہوں اسکے مطالعہ کے بعد لا اقسم بھذا البلد

کے مضمون پر غور کر اور دل میں عشق و محبت کی باتوں کے مزے لے۔ رباعی

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلَىٰ　　　أُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارَ وَذَا الْجِدَارَا

فَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِي　　　وَلَكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

ترجمہ میں جب اپنی (پیاری من موہن) لیلیٰ کے شہر میں جاتا ہوں تو دیوانہ وار کبھی اس دیوار کو اور کبھی اُس دیوار کو چومتا ہوں۔ مجھے گھروں کی محبت نے اس قدر شیفتہ نہیں کر دیا بلکہ اس پیاری کی محبت نے جو اُن گھروں میں رہتی ہے +

سبحان اللہ کیا شان نبوی ہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم +

(۱۰) اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ترجمہ البتہ قرآن کلام ہے ایک ایسے رسول کی جو کریم ہے صاحب قوت ہی (طاعت میں) اور خدا کے نزدیک صاحب قدر و منزلت ہی۔ مستجاب الدعوات ہے اور امین ہے اسرار غیب پر + اس آیت میں پانچ صفات سے نبی کو موصوف کیا گیا صرف پہلی ہی صفت یعنی کریم کو ملاحظہ کیا جاوے تو حقیقت احمدیہ کا راز ہویدا ہو جاویگا +

(۱۱) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ترجمہ اے پیارے نبی تحقیق ہم نے بھیجا تم کو (صفات ذیل سے متصف کرکے یعنی) شاہد یعنی گواہ (امت کی تصدیق و تکذیب کا) خوشخبری دینے والا (ہماری رحمت کا) اور ڈرانے والا (ہمارے عذاب سے) اور بلانے والا اللہ کی طرف۔ اور چراغ روشن +

پہلی صفت شاہد کہ جو ہم معنی لفظ شہید کے ہے۔ اس پر بحث حصہ حیات نبوی میں تحت ذیل وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس کے ہوگی

پس ملاحظہ ہو رسالہ حیات سید المرسلین ÷ باقی تین صفات ظاہر ہیں۔ آخری پانچویں صفت ایک عجیب لطف سے بھری ہوئی ہے کہ جس سے کمال شان نبوی کا راز ظاہر ہوتا ہے ۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چراغ روشن سے ملقب کیا۔ **اوّل** تو اِس لئے کہ چراغ کی روشنی اندھیرے کو دُور کرتی ہے ۔اسی طرح حضرت کے وجود باجُود نے کفر کی ظلمت کو جہان سے دُور کیا ؎

چراغ روشن از نورِ خدائی

جہاں را دادہ از ظلمت رہائی

دوم۔ایک اندھیرا گھر صرف اس دمڑی کے لال کی وجہ سے سب روشن اور جگمگانے لگجاتا ہے اور جو کچھ گم ہو گیا ہو وہ گھر والا سب پالیتا ہے۔اسی طرح لے درویش حضرت کے نور کی وجہ سے وہ حقائق و دقائق معرفت الٰہی جو مخلوق سے مخفی تھے ان پر ظاہر ہو گئے اور انہوں نے بوسیلہ اس نور کے اُن دقائق کو پالیا۔ نظم

از و جاں را بدانش آشنائی است   وز و چشم جہاں را روشنائی است

درِ گنج معانی بر کشادہ   وزاں صاحبدلاں را مایہ دادہ

تیسرے یہ کہ چراغ صاحب خانہ کے لئے باعث امن اور راحت کا ہوتا ہے اور چور کے لئے باعث خجلت اور عذاب۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوستوں کے لئے وسیلہ سلامت و کرامت ہیں اور منکروں کے لئے موجب حسرت و ندامت ÷

ایک اور لطف اس آیت میں لفظ مُنِیْر سے بڑھایا گیا اور سراجاً مُنِیْراً فرمایا کہ تو ایسا چراغ نہیں کہ جو کبھی روشن ہو اور کبھی نہ ہو تو ہمیشہ روشن ہے۔ بلکہ اور چراغوں کو روشن کرنے والا ہے ۔ تجھ سے اور بہت سے چراغ

روشن ہوئے ؎

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا مے نگری انجمنے ساختہ اند

اے حبیب تو ایسا چراغ ہے کہ تو ادل سے آخر تک روشن رہیگا۔ دنیا کے چراغ ہوا سے بجھ جاتے ہیں لیکن تیرے نور کو کوئی بجھا نہیں سکتا۔ یُرِیدُونَ لِیُطْفِئُوا نُورَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِہٖ اور دنیا کے چراغ صبح کو نہیں جلتے رات کو روشن ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اے محمد تونے دنیا کی شب ظلمت کو نور دعوت سے روشن کیا ہے اور روز قیامت کو مشعل شفاعت سے روشن کریگا رُباعی

شد بہ دنیا رخش چراغ افروز — شب ما گشت ز النفاتش روز
باز فردا چراغ افروزد — کہ ازاں جرم عاصیاں سوزد

اس جگہ مختصر نظم ایک صاحب دل کی نقل کرتا ہوں۔ جو برمحل ہونے کے علاوہ انشاء اللہ حظ روح ہوگی غزل

اے جان تو کس جان کا دل خواہ نہیں ہے — دل کونسا ہے جس میں تیری راہ نہیں ہے
اے ماہ عرب تیرے سوا دونوں جہاں میں — اللہ کا پیارا کوئی واللہ نہیں ہے
صورت پہ تیری کیا نہیں یعقوبؑ ہی شیدا — کیا یوسفؑ مصری کو تیری چاہ نہیں ہے
کونین کا مالک ہے تو اور سب تیرے مملوک — وہ کون ہے جو بندۂ درگاہ نہیں ہے
جس راز کو اللہ نے فرمایا ہے تجھ سے — اُس راز سے جبرئیلؑ بھی آگاہ نہیں ہے
کیا رنج ہے اس کا کہ میرا ہاتھ ہے کوتاہ — اُس شاہ کا دامان تو کوتاہ نہیں ہے
دنیا میں کوئی مجھ کو نہ پوچھے تو نہ پوچھے — کیا پوچھنے والا وہ میرا شاہ نہیں ہے

لوگوں نے کہا اب ہے شہید آپ کا مضطر

فرمایا کہ کیا وہ میرے ہمراہ نہیں ہے

(۱۲) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ ترجمہ اے مسلمانوں بڑھ بڑھ کر باتیں اللہ اور اُس کے رسول کے سامنے نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ سُننے والا اور جاننے والا ہے +

(۱۳) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ ترجمہ اے مومنو اپنی آوازوں کو نبی اکرم کی آواز پر بلند نہ کرو۔ اور انکے سامنے اس طرح آواز بلند نہ کرو جیسے آپس میں ایکدوسرے کے سامنے کیا کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال باطل ہوجاویں اور تم کو اس کا علم بھی نہ رہے +

(۱۴) اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ ترجمہ وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو جناب رسول کریم کی سامنے پست کرکے نکالتے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں کو خدا نے پرکھ لیا (اور کھرا پایا) اُن کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے +

(۱۵) اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ترجمہ تحقیق وہ لوگ جو پکارتے ہیں آپ کو یا محمد حجرات کے پیچھے سے اکثر اُن میں سی عقل نہیں رکھتے (کہ اس طرح بے ادبی سے آپ کو پکارتے ہیں) +

(۱۶) وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ ترجمہ اگر وہ صبر کرتے حتےٰ کہ آپ نکلتے اُن کی طرف تو البتہ یہ امر بہتر ہوتا

دلیل نمبر ۱۶

دلیل نمبر ۱۷

دلیل نمبر ۱۸

دلیل نمبر ۱۹

دلیل نمبر ۲۰

اُن کے لئے اور اللہ غفور و رحیم ہے +

یہ پانچ آیتیں سورہ حجرات کا ابتدائی حصہ ہے سبحان اللہ اس میں خداوند کریم نے اپنے پیارے حبیب کا ادب بہ طریق احسن تو دسکھلایا کہ اس طرح دربار احمدیہ میں آؤ، اس طرح بیٹھو اور اس طرح گفتگو کرو۔ خدا کو اپنے پاک جبیب کی عظمت کا خیال تھا اس لئے اس ترکیب کی ہدایت ہو کر ادب آموزی ہوئی +

سُبحان اللہ قابل غور یہ امر ہے کہ بڑھ کر بیٹھنے والے یا بڑھ کے بات کرنیوالے مجلس احمدی میں سوائے صحابہ کے اور کون ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسے پاک اجساد کی اس طرح کی حرکات بھی دربار احمدیہ میں خدا کو بوجہ پاس خاطر اپنے حبیب کے گوارا نہ ہوئیں اور اس پر تاکید اس لفظ سے فرمائی کہ واتقوا اللہ ڈرو اللہ سے اور متقی بنو۔ گویا ایسے صحابہ کرام کے اتقا کا دارومدار ادب احمدی پر محمول کیا گیا۔ فرد

نگاہدار ادب در طریقِ عشق و نیاز
کہ گفتہ اند طریقت تمام او ادب است

یہاں اُستاد مرحوم حضرت قبلہ مولٰنا مولوی فیض الحسن صاحب پروفیسر عربی اورینٹل کالج لاہور کی ایک نعتیہ غزل یاد آئی واقعی قابل داد ہے۔ اس سے معلوم ہوگا۔ کہ حضرت اُستاد مرحوم حضرت صلعم کے فضائل میں کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہو ہذا۔ غزل

تیرا رتبہ ہے یا احمد مقام اللہ اکبر کا — تیری رتبہ شناسی رُتبہ ہی بیچون داور کا
وہ طوبےٰ اجسکی شہرت ہے ستوں ہے تیری مسجد کا — وہ جنت جسکی چرچا ہے وہ نقشہ ہے تیرے در کا
تمنا ہی تیرے صحرا کے کانٹوں پر میں جا لوٹوں — رگ مجنوں کو پھر سودا ہوا ہے نوکِ نشتر کا
تمنا ہے کہ اِک اِک بال کی سو سو بلائیں لے — دلِ صد چاک شانہ بنکے گیسوے پیمبر کا

بھلا ہوں یا بُرا ہوں خیر جیسا ہوں تمہارا ہوں
طریقہ ہے کریوں کا نبھانا اپنے چاکر کا

ہمیں رونے سے کیا نسبت مگر جب تیرا نام آوے
تو کچھ نقشہ بدل جاتا ہے اپنے دیدۂ تر کا

یہ ضعفِ ناتوانی ہے کہ مُرغِ نیم بسمل بھی
یہ کہتا ہے چلو دیکھیں تماشا فیض مضطر کا

پھر اگلی آیت پر ادب احمدیہ کے سکھلانے پر اور زور دیا گیا۔ کہ تمہاری سب کی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ ہوں۔ یعنی یہاں تک ادب حضرت ملحوظ ہوا کہ آواز جو ہوا میں ملے تو تمہاری آواز ہوا میں بھی زیادتی آوازِ نبی پر نہ پکڑے ✤

لطیفہ۔ اے طالبِ حق ایک نکتۂ باریک اس آیت میں اور بھی ہے جس کا بیان خالی از لُطف نہ ہوگا۔ خدا نے قرآن میں فرمایا لا یکلف اللّٰہُ نفسا الّا وسعھا۔ یعنی انسان کو اللہ نے عبادات وادائے فرائض میں ایسی چیز کے لئے مجبور نہیں کیا جو وہ نہ کرسکے اور جس کی طاقت اُس میں نہ ہو۔ لیکن اس آیت میں باریک نظر سے دیکھا جاوے تو ایک عجیب حکم ہے۔ اللہ کو حب احمدی یہاں تک ملحوظ ہے کہ حکم دیا کہ تم سب لوگوں کی آوازیں ملکر رسُول کی آواز سے بڑھ نہ جائیں۔ اب جائے غور یہ امر ہے کہ اگر ۰۰ مسلمانوں کے مجمع میں حضرت موجود ہوں اور وہ سب آہستہ آہستہ بھی آوازیں نکال کر باتیں آپس میں کریں تو ضروری ہے کہ اُن کی سب آوازوں کا مجموعہ آنحضرت کی ایک اکیلی صدا پر غالب آتا ہوگا۔ یہ ہر روز کا مشاہدہ ہے کہ کسی بڑے مجمعے میں معمولی لوگوں کی باہمی آہستہ گفتگو بھی پورا ایک غوغا کا رنگ پکڑ لیتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ بہت ہی مشکل امر تھا جس کے لئے حکم نص ہوُا۔ اور جس کی بجاآوری واقعی ذرا مشکل کام ہے۔ مگر ہو جو کچھ ہو۔ اپنے پیارے نبی کی خاطر تھا جو کچھ تھا۔ فافہم وتفکر ✤

قبیلہ بنی تمیم کے سرداروں نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (جب کہ حضرت دوپہر کو استراحت فرما رہے تھے) عقب حجرات سے آوازیں دینا شروع کر دیں۔ کہ یاحضرت باہر تشریف لائیں۔ خدا کو اپنے حبیبؐ کا ادب ملحوظ خاطر تھا۔ یہ امر بہت ناگوار ہوا۔ اور نص قرآنی یہ عتاب ہوا کہ اے بے عقلو اپنے آقا کے پاس ملاقات کا تم نے یہ عجیب طریقہ اختیار کیا ہے۔ ہمیں یہ روش پسند نہیں۔ شاہانہ طریق سے ہمارے رسول کی انتظار کرو عام دہقانیوں کی طرح گھر پر جا کر آوازیں نہ دو۔ اس کی درگاہ میں ایسے جاؤ جس طرح بادشاہ کے دربار میں جایا کرتے ہو۔ اس طرح کی روش اچھی نہیں اور ہم کو ہرگز منظور نہیں ہے۔ پھر اپنے اس جذب محبت کو ایک کامل جوش سے یوں فرمایا کہ اگر وہ صبر اور انتظار کرتے حتےٰ کہ خود بخود حضرت اپنے وقت پر باہر تشریف لاتے تو یہ بہت بہتر بات تھی۔ قربان جاؤں ایسے نبی کے نام پر ؎

ہزار بار بشویم دہن ز عطر و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و مودت کا ایک عجیب انداز آیت ذیل سے ظاہر ہوگا:۔

(۱۷) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ٘ وَ اللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّؕ سورہ احزاب رکوع ۷ پارہ ۲۲۔ ترجمہ اے مسلمانو نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے گھروں میں مت جاؤ

نمبر ۱۷

سوائے اس صورت کے کہ جب تم کو بلایا جاوے اور حکم دیا جاوے دعوت کا ایسی حالت میں کہ انتظار نہ کھینچو اُس طعام کے وقت کا (یعنی دیکھا کہ طعام کا وقت ہی تو جھٹ مکان حضرت کو چلے گئے) لیکن جب تمہاری دعوت ہو تو جاؤ پس جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو چلے آؤ۔ وہاں بیٹھے بیٹھے باتیں نہ کرو تحقیق یہ باتیں رنج میں ڈالتی تھیں نبی اکرم کو لیکن بوجہ (اپنے خلق کریم کے) حیا کرتے تھے تم سے ولیکن خدا کو سچ کہنے میں کوئی شرم نہیں +

اس آیت میں ادب دعوت محمدیہ سکھلایا گیا کہ اس طرح جاؤ اور اس طرح جلدی واپس آجاؤ۔ مگر سُبحان اللہ عشق محمد کے کیا کرشمے اس آخری پُر زور کلمہ سے ظاہر ہوتے ہیں کہ وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ کہ اے لوگو حضرت تو تم سے حیا کی وجہ سے اس تکلیف کو ظاہر نہ کر سکے مگر ہم سے رہا نہیں جاتا اور ہم نہیں چھپاتے۔ سچ تو یوں ہے ہمیں ایسی حرکت ہرگز پسند نہیں۔ سُبحان اللہ نبی ہو تو ایسا ہو۔ صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ +

ایک اور آیت حضرت کے ادب سکھانے کے لئے قرآن میں مذکور ہے کہ:۔

دلیل نمبر ۲۲

(۱۸) لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ ترجمہ اے مسلمانو حضرت کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو نام لیکر بلایا کرتے ہو۔ خداوند کریم کو حضرت کا نام لیکر پکارنا بھی سخت ناگوار گذرا اور کہا کہ میرے محبوب کا نام لینا بے ادبی ہے۔ جب پکارو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا رحمۃ للعالمین، کہکر پکارو اس پیارے کو نام لیکر پکارنا ہمیں ہرگز نہیں بھاتا +

دلیل نمبر ۲۳

(۱۹) وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ۔ ترجمہ اللہ عذاب اُن کو

نہیں دیگا جب تک آپ کا وجود اُن میں ہے + حضرت کے وجود با جود کا لحاظ یہاں تک ہوا کہ عذاب کو دُور کیا۔ اور رحمت کے بادل اُمّت پر برسائے۔ سابقہ اُمتوں کو ملاحظہ کرو کہ ذرا ذرا سی نافرمانی کی وجہ سے مسخ ہوئے، بندر بنائے گئے، پتھروں کی بارشیں اُن پر ہوئیں۔ اور حضرت کی اُمّت کی فروگذاشت اور تقصیر پر دنیا میں اُس پر عذاب کوئی نازل نہ ہُوا۔ کسی کی صورت مسخ نہ ہوئی۔ محض کس لئے صرف اسی نبی اُمّی کے لئے۔ اُسی کے لحاظ سے، ورنہ کیا ہم اور کیا ہمارا مُنہ۔ یہ اس نبی کی برکت ہے کہ اُمّت اس قدر نافرمانیوں کا ارتکاب کرتی ہے اور دنیا میں اس پر صریح عذاب آسمانی نہیں اُترتا +

آخر میں ایک آیت کو لکھتا ہوں جس پر تمام ایمان کا دارومدار ہے اور صافی دل اصحاب کے لئے باعث حظ روح ہے۔ وھوھذا:-

(۲۰) إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ ترجمہ تحقیق اللہ اور اُس کے تمام فرشتے درود و رحمت بھیجتے ہیں حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر (پس) اے مسلمانو (تم بھی) درود بھیجو اس نبی پاک پر اور سلام۔ سورۂ احزاب۔ رکوع ۶۔ پارہ ۲۲ +

اس پیاری آیت میں دنیا کے لوگوں کو خداوند کریم نے ظاہر فرمایا کہ ای میرے بندو کہ تم کو جس طرح دنیا میں کوئی نہ کوئی کام کرنا ہوتا ہے اُسی طرح مجھے بھی ایک کام رہتا ہے۔ جس کو میں کرتا رہتا ہوں اور جس طرح تم میں سے ہر ایک کو دنیا میں کوئی خاص کام سُپرد ہے اسی طرح مجھ کو بھی ایک کام ہے۔ اور وہ کام مجھے ایسا پیارا اور بھلا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اپنے فرشتوں کو بھی شامل کر کے کرتا ہوں تاکہ وہ زیادہ ہو اور اُس کام کی رونق دوبالا ہو۔ وہ کام کیا ہے اپنے پیارے دُلارے نبی اکرم کا نام لینا اور اس پر

رحمت کی نچھاور کرنا۔ پس میرا تو یہ کام ہے سبحان اللہ اے طالبانِ راہ محمدی یہ درجہ حبیب پاک ہے کہ خداوند کریم مع اپنے فرشتوں کے ہر روز اپنے پیارے پر درود بھیجتا ہے۔ بعدازیں خداوند تبارک و تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اے لوگو۔ اے مسلمانو جب میں اور میرے فرشتے رسول پر درود اور سلام بھیجتے ہیں تو تم بھی میرے حبیب پر درود بھیجنے میں بخل نہ کرو۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا تم پر فرض ہے۔ اے برادر جب کسی مجلس یا مقام میں حضرت کا نام آ جاوے تو بموجب نص صریح تم پر واجب ہے کہ حضرت پر درود و سلام بھیجئے۔ درحقیقت حضرات اہل تصوف کے نزدیک سوائے درود شریف کے اعلےٰ و اکمل کوئی شغل نہیں صیقل قلب کے لئے بغیر اس کے اور کوئی درماں نہیں ہے۔ اور اس کے بغیر تقرب الی الرسول صاحبان دل کے نزدیک محال ہی فافہم ٭

واقعی اس آیت شریف کو پڑھ کر دل میں پایۂ حضرت کا ایک عجیب سماں بندھ جاتا ہے۔ اس راز کو وہ سمجھے جس کو خدا نے بصیرت کامل عطا کی ہو۔ کور باطن اور ظاہر بین کے لئے کچھ بھی نہیں۔ آیت مذکورہ کے قریب قریب چند بند تضمین ذیل کے درج کرتا ہوں جو نہایت ہی دلکش ہیں ؎

نقاب چہرہ سے خورشید جب اٹھاوے ہے	فلک ہر ایک کو ہر کام میں لگاوے ہے
کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاوے ہے	کوئی تلاش معیشت میں سر کھپاوے ہے
جو پوچھوں دل سے میں تو بھی کہیں کو جاوے ہے	تو بھر کے آنکھوں میں آنسو یہ کہہ سناوے ہے

علے الصباح کہ مردم بکار و بار روند

بلاکشانِ محبت بکوے یار روند

شاعرِ بالا نے اپنے روزانہ کام کا جس طرح اظہار کیا ویسے ہی جلال الٰہیہ نے عشق احمدیہ

میں اپنے درودِ محبت کو اُمتِ احمدیہ پر ظاہر فرما کر حکم دیا کہ اس طرح تم بھی کرو اور اس میں کوتاہی نہ ہو۔ دیکھو میں اور میرے فرشتے برابر اس کام کو کرتے رہتے ہیں ؎

یا سید الانام درودِ جنابِ تو — وردِ زبانِ ماست بہ سول صبح و شام

نزدیک تو چہ تحفہ فرستیم ما زِ دُور — در دستِ ما ہمیں صلوٰات است و السّلام

اللھم صل علیٰ محمد عبدك ورسولك النبی الامّی وعلیٰ اٰل محمد وازواجہ وذریّتہ کما صلّیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم فی العالمین انك حمید مجید وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا +

اے طالب ذوق احمدیہ میں نے اس حصہ اول کو بفضلہ پورا کر دیا فضائل احمدیہ تو بمصداق قل لوکان البحر مدادا لفضائل النبی لنفد البحر کسی صورت میں ختم نہیں ہوسکتیں۔ میں نے اپنی بساط بھر مختصراً عرض کیا۔ میں اس لکھنے سے نہ تو عالم کہلوانا چاہتا ہوں نہ صوفی صرف اپنی عقیدت کے ظاہر کرنے کے لئے اور اپنے برادر خورد حافظ سیّد غلام علی شاہ اندرابی اطال اللہ عمرہ کی پاس خاطر اس رسالہ کو لکھ رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس مبارک رسالہ کے باعث بارگاہ احمدیہ میں مجھے باریابی ہوگی اور مجھ کو محروم نہ کیا جاویگا۔ خدا حب احمدی کو دل میں جگہ دے۔ جس دل میں نیہ ہو وہ اُجاڑ بہتر ع

بے حُبّ احمد جینا حرام ہے

پیارے ناظرین محبّت احمدی کا بیج دل میں بوؤ۔ اور اس پودے سے اپنے دل کی کیاری کو سرسبز کرو۔ افسوس ہے کہ اگر یہ عشق تم میں نہ ہو تو تم جمادات اور نباتات سے بدتر ہو رہو گے حضرت کا عشق پہاڑوں میں درختوں میں پتھروں میں جلوہ گر ہوا اور اس نے آپ کی زمانہ

رسالت میں کیا کیا کرشمے دکھلائے۔ اس کا ادنےٰ کرشمہ قصہ ستون حنّانہ کا ہے۔ جو محظ بوجہ
حظ خاطر ناظرین ذیل میں نقل کرتا ہوں :۔

قصّہ ستونِ حنّانہ

روایت ہے کہ حضرت رسالتمآب نے ۸ ہجری المقدس میں بعض کہتی ہیں
۷ ہجری میں ممبر بغرض خطبہ مقرر فرمایا۔ پیشتر ازیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہمیشہ مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ اور وعظ فرمایا کرتے۔ اب اس
قدر مدت کے بعد آپ نے ممبر استعمال فرمایا اور ایک دن جمعہ کے روز آپ ممبر پر تشریف آور
ہوئے اور وعظ فرمانے لگے۔ تو اتنے میں مختلف رونے کی صداؤں کا غوغا بلند ہوا بعض
نے روایت کی ہے کہ اس طرح کی آواز اس ستون سے نکلتی تھی کہ جس طرح کسی اونٹنی کا
بچّہ گم ہو گیا ہوتا ہے اور چلّاتی ہے۔ اور بعض نے روایت کی کہ ستون پھٹ گیا۔
القصّہ حضرت نے صحابہ کو متوجہ ستون کی طرف کیا۔ بعض صحابہ یہ حالت دیکھکر خود بھی بیقرار
ہو گئے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ممبر سے اُتر آئے اور اُس کو گلے لگایا۔ اور فرمایا۔
اے ستون! اگر تو کہے تو تجھے تیری جگہ لگا دوں یا اگر کہے تو تجھے بہشت میں گاڑ دوں
کہ تو سرسبز ہو۔ اور میری اُمّت کے اولیا تم سے ثمرہ کھائیں۔ ستون نے آخرت کو
پسند کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت نے پھر اس ستون کو گلے سے لگایا اور کہا کہ نعم قد فعلتُ
پھر ممبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا کہ اگر میں اس کو تسکین نہ دیتا تو تمام زمان قیامت
تک نالہ وفغاں کرتا رہتا۔ چند شعر اس کے حال کے مولٰنا مولوی معنوی علیہ الرحمہ سے

بغرض حفظ خاطر نقل کرتا ہوں میں مثنوی معنوی

اُستنِ حنّانہ از ہجرِ رسُول | نالہ مے زد ہمچو اربابِ عقول
در میانِ مجلسِ وعظ آنچناں | کز وے آگہ گشت ہم پیر و جواں
در تحیّر ماند اصحابِ رسول | کز چہ مے نالد ستوں با عرض و طول
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں | گفت جانم از فراقت گشت خوں
از فراقِ تو مرا چوں سوخت جاں | چوں ننالم بر تو اے جانِ جہاں
مسندت من بودہ از من تافتی | بر سر ممبر تو مسند ساختی

القصّہ اس ستون کو دفن کیا گیا۔ اور اس حال کو مولٰنا علیہ الرحمۃ حسب ذیل ارقام فرماتے ہیں ؎

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں | تا چو مردم حشر گردد یوم دیں
تا بدانی ھر کہ را ایزد بخواند | از ہمہ کارِ جہاں بے کار ماند

پس اے طالب صراط مستقیم دامن احمدیہ کو ہاتھ میں لے اور جذب مُصطفویہ سے اپنے دلی شوق کو ہر دم بڑھا تب مراد حاصل ہوگی ورنہ محال۔ دیکھ حنانہ ستون کو محض محبت نبی کی وجہ سے کیا مرتبہ حاصل ہوُا ؎

بنواخت نورِ مُصطفےٰ از آستیں حنّانہ را
کمتر زچوبے نیستی حنانہ شو حنانہ شو

خاتمہ

یہاں میں حصۂ اول کو ختم کرتا ہوں کہ میرا اور آپ سب کا خداوند کریم محبت احمدیہ میں خاتمہ کرے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی وسیلہ نجات ہم لوگوں کیلئے نہیں ✦

میری آخری مؤدبانہ التجا ہے کہ میں نے اس کتاب کو بحث بحثی کے بازار میں ڈالنے کے لئے پیش نہیں کیا۔ یہ صرف اپنی عرض حال ہے۔ کوئی مانے نہ مانے سُنے نہ سُنے اُسے اختیار۔ یہ ایک مجنونانہ تحریر ہے۔ اپنے سی مذاق جو رکھتے ہیں وہ اس مختصر سی تحریر میں بہت کچھ پا لینگے زیادہ کیا کہوں ✦

یہ صرف عرض حال ہے، جو صاحب حال ہے، اس کے لئے معاملہ صاف ہی، میں نے کہدیا۔ امید ہے پانے والے پا لینگے۔ والسلام خیر ختام ✦

تمت و باللہ التوفیق

هو الکریم
یا رسول الله انظر حالنا
یا حبیب الله اسمع قالنا
اننی فی بحر هم مغرق
خذ یدی سهل لنا اشکالنا
سنه ۱۳۲۲ھ مهدی القدوس

محبت الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھُو قدس سرہٗ العزیز کی تصنیف سے ہے جس کا نہایت عمدہ ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے اسمیں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔ حمد۔ نعت۔ انسان کامل کا بیان۔ معرفت الٰہی کا ذکر اور اُسکے شروط۔ بدنی ذکر کے ہر بال سے مدد ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ کا بندہ سے نزدیک ہونا۔ علم کا راہ اور مرشد کا راہبر ہونا۔ خدا تعالےٰ کی معصیت میں اطاعت نہیں۔ اہل علم اور اہل فقر کا بیان۔ کامل و ناقص فقیر۔ خدا تعالےٰ کی نشانوں میں غور کرو اور اُسکی ذات میں غور نہ کرو۔ جب بندہ خدا کو پکارتا ہے تو وہ اُس کا جواب دیتا ہے۔ شیطان جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت نہیں بن سکتا۔ طالب کسی اور کا محتاج نہیں ہوتا۔ اہل دیدار و طالب وصال کا بیان۔ فقر جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر تھا۔ حضرت خضر و حضرت موسےٰ علیہ السلام کا واقعہ۔ خدا تعالےٰ نے سب کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اہل علم اور اہل فقر کی مثال۔ وسیلہ کی فضیلت۔ فقیر کامل کوئی خلاف شرع کے کام کرنا۔ ذکر قلبی اور مومن کی فراست کا ذکر۔ ذکر اللہ کا تمام وجود میں جاری ہونا۔ ذکر روحی کا بیان اور اُسکی مثال۔ فقیر ہمہ تن شریعت پر ثابت قدم رہتا ہے۔ نفس کے اقسام اور اُسکی تفصیل۔ خدا تعالےٰ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے، اعمال کو نہیں دیکھتا۔ مرشد کامل کا صاحب حضور ہونا۔ عمل کیلئے ایک حرف ہی بس ہے۔ علم لدنی کی اصلیت اور اس کا حصول۔ اہل علم کی نظر سبب پر اور اہل فقر کی نظر مسبب پر رہتی ہے۔ مراقبہ کا بیان۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کافر کے سر پر کملی ڈالی اور اُنہوں نے آپ کو نہ دیکھا۔ علم ظاہری اور اسم اعظم کا بیان۔ فقیر مادرزاد کی حکایت۔ نفس امارہ کی مخالفت۔ فقرا کے اقسام۔ خاتمہ کتاب۔ قیمت پانچ آنے ... ۵ر

کلید التوحید

یہ رسالہ سراپا برکت از تصنیف لطیف حضرت سلطان باھُو قدس سرہٗ العزیز سے ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ کی نسبت دیباچہ میں دعوے کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس سراپا رحمت رسالہ کو بغور پڑھے اور اس پر عمل کرے۔ اگر بے علم ہو تو عالم با صفا ہو اگر ناقص ہو تو پیر طریقت بنے۔ اگر فقیر ہو تو غنی بنے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ گنجینہ اسرار الٰہی بحکم خدا (الہام) اور منظوری جناب سرور کائنات لکھا گیا ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام کلید التوحید رکھا گیا۔ اس میں جو جو عالی مضامین ہیں اُن کی فہرست ملاحظہ ناظرین کیلئے درج ذیل کیجاتی ہے۔ حمد۔ نعت۔ رسالہ کے لکھنے کا سبب۔ اس کا نام اور اسکے مقاصد۔ ارواح مقدسہ سے ملاقات کرنا۔ دوسرے کو نصیحت کرنے اور اپنے نفس کو بھولجانے کی مذمت۔ مرشد ناقص و مرشد کامل کا بیان۔ نفس امارہ کی سرکشی اور اس کا علاج۔ انسان کے وجود میں مقامات نفس و مقامات روح و سر وغیرہ کیونکر پہچانے جاسکتے ہیں۔ نفس مطمئنہ اور نفس امارہ کا بیان۔ مرشد کامل میں آٹھ باتوں کا ضروری ہونا۔ طریقہ قادریہ کا پہلا سبب۔ کن فیکون کی شرح اور کل ارواح کی پیدائش کا حال۔ سب سے پہلے نفس امارہ کی شیطان نے پیروی کی۔ مقام جمعیت کی شرح۔ مراتب درویش و مراتب فقیر۔ اسم اللہ کی تاثیر انسان کے وجود میں کب ہوا کرتی ہے۔ سالک کے دل میں خطرات بد کا پیدا ہونا۔ نفس و ارواح کی مثال۔ توبہ کرکے گناہ سے پاک ہونا (درحقیقت ہدایت کرنا خدا کا کام ہے۔ مگر انسان کو کوشش کرنی ضروری ہے) معرفت الٰہی میں حوصلہ وسیع رکھنا چاہئے۔ مجلس محمدی میں پہنچنے سے طالب پر خلقا کی توجہ (مجلس محمدی میں پہنچکر آنجناب سے تلقین پاکر مراتب مرشدی حاصل کرنا اور رجعت سے محفوظ رہنا) طالب کو جبکہ کوئی ضرورت دینی و دنیوی درپیش ہو تو اُسے کیا کرنا چاہئے۔ مراقبہ کا بیان اور اُس کے اقسام۔ اسم ھُو سے چار ذکروں کا حاصل ہونا۔ نور ہدایت کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ کن کن لوگوں پر شیطان کو قدرت نہیں اور کن کن پر وہ غالب رہتا ہے۔ خاتمہ کتاب۔ قیمت چھ آنے ... ۶ر

مثنوی تحفۃ العاشقین معہ تحفۃ العارفین

یہ دونوں کتابیں سالک حق پرست مست بادہ الست مقبول بارگاہ احد حضرت شاہ عبد الصمد قدس سرہٗ نقشبندی مجددی کی تصنیف لطیف میں سے ہے اردو زبان میں سراپا برکت اور رحمت ہیں چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف کو ان کتب کی تصنیف کیلئے خواب میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا تھا۔ اور یہی وجہ انکی مقبول عام اور فائدہ مند ہونے کی ہے۔ یہ دونوں کتابیں نہایت اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر خوشخط چھاپی گئی ہیں۔ قیمت بارہ آنے ... ۱۲ر

تحفہ قادریہ بزبان اُردو

اس با برکت میں حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ لاہوری نے جو عاشق جناب سید عبد القادر جیلانی کے ہیں۔ جناب غوث پاک کے مناقب و کرامات کو نہایت معتبر روایات سے عجیب دلکش اور پر اثر طریق سے قلمبند فرمایا ہے اور تحریر عبارت میں جناب علیہ الرحمۃ نے اپنے سچے عشق اور بیتابی کا نہایت پردرد الفاظ میں ثبوت دیا ہے جس کے مطالعہ سے انسان پر فوری اثر نمودار ہوتا ہے۔ اس کتاب کو طالبان مولا کی خاطر نہایت عام فہم اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور بہت بڑی کوشش سے چھپایا گیا ہے۔ قیمت چھ آنے ... ۶ر

جذب الاصفیا

الیٰ

فضائل المصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

یعنی جناب ابی و امی فداہ روحی امی و ابی صلے اللہ علیہ وسلم کے مختصر فضائل پر ایک صوفیانہ قرآن و حدیث سے تلخیص مصنف اصاحب نے آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ کے فضائل کو قرآن و احادیث صحیحہ و اقوال بزرگان عظام سے ثابت کیا ہے عاشقان رسول کریم کے لئے ایک نہایت مستند اور اعلےٰ درجہ کی کتاب لاجواب ہے۔ صوفیان صفا کیش اس کو حرز جاں بنائیں اور سعادت دارین حاصل کریں۔ قیمت چار آنے ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۴ر

مثنوی تحفۃ العاشقین معہ تحفۃ العارفین

یہ دونوں کتابیں سالک حق پرست مست بادۂ الست مقبول بارگاہ احد حضرت شاہ عبد الصمد قدس سرہ نقشبندی مجددی کی تصنیف لطیف میں سے ہے اردو زبان میں سراپا برکت اور رحمت ہیں چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف کو ان کتب کی تصنیف کے لئے خواب میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مقبول عام اور مفید و مستند ہونے کی ہے یہ دونوں کتابیں نہایت خوشخط اعلےٰ درجے کا غذ پر بہت صحت سے چھاپی گئی ہیں۔ قیمت بارہ آنے ۔۔۔ ۔۔۔ ۱۲ر

حیات جاودانی

یعنی

مناقب و حالات حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بزبان اردو

یہ کتاب نایاب جو حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محی الدین سید شیخ عبد القادر گیلانی کے حالات و کرامات و مناقب میں جامع ہے۔ عربی کتاب قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر مطبوعہ مصر کا نہایت سلیس با محاورہ اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں حضرت موصوف کے بچپن سے لیکر آخیر تک کے کل حالات معہ کرامات عالیہ نہایت تفصیل کے درج ہیں۔ آپکے علم و فضل کے حالات آپکے مدرسہ کی کیفیت آپکے یاران صحبت کے سوانح اور ان بزرگوں کے حالات جو آپکے زمانہ میں اولیائے کرام میں سے تھے۔ نیز آپ کے شاگردوں کے حالات اور ان لوگوں کا ذکر جن کو جناب عالیمقام سے فیض باطنی نصیب ہوا ہے۔ آپکے فرزندان عالیمقام کے حالات اور شجرۂ انساب انکے علاوہ دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے آج تک اردو زبان میں کوئی جامع کتاب نہیں۔ لہذا بہ پاس خاطر عاشقان جناب غوث اعظم و طالبان جمال محبوب ربانی غوث الثقلین سید عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیش بہا کتاب کو عربی سے اردو میں بصرف زر کثیر ترجمہ کیا گیا ہے۔ کتاب کی خوبی کتابت کی عمدگی چھپائی کی صفائی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ ۔۔۔ عہ ر

تحفۂ قادریہ بزبان اردو

اس بابرکت کتاب میں حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ لاہوری نے جو عاشق جناب سید عبد القادر گیلانی کے ہیں۔ جناب غوث پاک کے مناقب اور کرامات کو نہایت معتبر روایات سے عجیب دلکش اور پر اثر طریق سے قلمبند فرمایا ہے اور تحریر عبارت میں جناب علیہ الرحمۃ نے اپنے سچے عشق اور بیتابی کا پُر درد الفاظ میں ثبوت دیا ہے جسکے مطالعہ سے انسان پر فوری اثر نمودار ہوتا ہے۔ اس کتاب کو طالبان مولا کی خاطر نہایت عام فہم اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور بہت بڑی کوشش سے چھاپا گیا ہے۔ قیمت چھ آنے ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۶ر

المشتہر

کمترین نیاز آگین فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت بازار کشمیری لاہور